رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (عہ)
خواص سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (عٰہ)
ہندوستان سے باہر ۔ ۔ ۔ ۔ (للعہ)
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ۲ روپے

الحکم

جلد ۱۵ ۔ نمبر ۶ ۔ فروری ۱۹۱۱ء

(قادیان دارالامان)

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷ ۔ ۱۴ ۔ ۲۱ ۔ ۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب لکؔ ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

زبردست ہاتھ پھر اشارہ کر رہا ہے کہ پردۂ غیب سے ہماری ترقیات کا آفتاب پھر طلوع ہونے والا ہے۔

جبکہ ہماری قومی سرپرستی اور پشت پناہی کے لئے ایسے عالیمقام اور معظم رئیس موجود ہیں۔ جیسے ہز ہائینس حضور پر نور نظام مدظلہ العالی۔ ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال۔ ہز ہائینس نواب صاحب رامپور۔ ہز ہائینس نواب میر صاحب خیرپور۔ دربار بہاولپور۔ و دیگر والیان ملک مسلمان رئیسان و سرداران قوم۔ تو پھر یاس کی کوئی وجہ نہیں۔ اور ناکامی کا کوئی سبب نہیں۔

اس رقم کو جمع کرنیکا طریقہ یہ قرار دیا گیا ہے کہ اول ہز ہائینس سر آغاخان بالقابہ کلکتہ۔ لکھنؤ۔ رامپور۔ لاہور۔ کراچی۔ اور بمبئی ڈیپوٹیشن لیجاویں گے۔ اس کے علاوہ ہر ایک صوبہ کے بڑے بڑے مقامات پر سربرآوردہ اور بااثر مسلمانوں کے ڈیپوٹیشن جاویں گے۔ اور ہر ایک ڈویژن اور ضلع کے صدر مقام پر بھی اسی طرح پر تحریک کیجاویگی۔ اور ایک وقت خاص تک اس مقصد اعظم کے اہمیت اور ضرورت کی اشاعت کرنے کے بعد مختلف صوبجات کے ہر ایک شہر قصبہ اور قریہ میں چندہ جمع کرنے کا کام شروع کردیا جاویگا۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس قدر وسیع اور مہتم بالشان کام بغیر جمہوری مدد کے ہو نہیں سکتا۔ اور اس کی عملی شکل یہی ہے کہ ہر ایک شہر اور قصبہ میں جسقدر ہمدرد اور باہمت اصحاب ہوں وہ اس کام میں حصہ لینے کے لئے تیار ہوں۔ اور جس مقام اور زمانے میں وہ کام کر سکیں اس سے خاکسار کو جلد سے جلد مطلع فرماویں۔ تا کہ ان کا نام نامی اس خاص مقام کے ڈیپوٹیشن میں شامل کر لیا جاوے اس کام کو انجام دینے اور اس کے متعلق کل اہتمام کرنے کیلئے علیگڈہ میں ایک صدر کمیٹی بنام نہاد کمیٹی تکمیل محمڈن یونیورسٹی قایم ہوئی ہے۔ جس کے پریسیڈنٹ ہز ہائینس آغاخان صاحب بہادر بالقابہ ہیں۔ متعدد وائس پریسیڈنٹ ہر ایک صوبہ کے نامور اکابر میں سے ہیں۔ اور سکرٹری یہ خاکسار ہے۔ اس کمیٹی نے اپنا ایک خاص صدر دفتر علیگڈہ میں قایم کیا ہے۔ جس سے براہ راست خط و کتابت ہونا چاہیئے۔ جو صاحب روپیہ بھیجنا چاہیں وہ رجسٹرار صاحب کالج علیگڈہ کے پتہ سے روانہ فرمائیں۔ یہ کل روپیہ بنک آف بنگال آگرہ میں بطور علیحدہ فنڈ کے جمع کیا جاویگا۔ اور اس کی رسیدیں ہر ایک چندہ دہندہ کیخدمت میں بھیجی جاویں گی۔

برادران ملت

یہ پیام خاص ہے جو اس کی عاجزانہ اپیل کی صورت میں ہر ایک امت محمدی اور رکن قوم کیخدمت میں عرض کیا جاتا ہے۔ دلی توجہ اور کامل غور سے سمجھ لیجئے کہ یہ کوئی معمولی تحریک یا عامیانہ تجویز نہیں ہے۔ بلکہ یقین فرمالیجئے کہ خالق حقیقی کیطرف سے ایک ساعت مسعود قوم کی قسمت کے فیصلہ کیلئے مقرر کیگئی ہے اور اب ہر ایک زندہ دل اور روشن دماغ اپنی قومی بہبودی کی طرف متوجہ ہے کہ قوم اس وقت امتحان کی میزان میں کیسی اترتی ہے۔

مضطرب ہے روح پاک سرسید مرحوم کی جنت فردوس میں جنہوں نے اس پودے کو لگایا تھا۔ جس کے پھلنے پھولنے کا وقت اب آیا ہے۔ اور متفکر ہیں ارواح پاک نواب محسن الملک خان بہادر برکت علیخان خلیفہ محمد حسین صاحب اور دیگر سرسید کے احباب و بزرگان قوم کی جنہوں نے ابتدا سے اس پودے کی حفاظت اور ترقی میں حصہ لیا۔ پس اے برادران ملت اب وقت ہے کہ ہم سب دنیا اور اپنی محبان صادق کو دکھلادیں کہ دین کی حمایت اور قوم کی خدمت کے لئے جو ندا ہم کو دیجاتی ہے اس کا جواب ہم کیسے طرز عمل سے دیتے ہیں۔ اور بیس لاکھ کی رقم جمع کردینے کو ہم ادنیٰ خدمات قومی میں تصور کرتے ہیں۔ بزرگان قوم تقریباً دو ہفتہ ہوئے ہیں کہ جو میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اس کی خوشی ابتک میرے دل میں ویسی ہی ہے۔ جیسی کہ خواب کے بعد آنکھ کھلنے وقت تھی۔ مگر مجکو چند سال قبل ایک خواب کے بیان کرنے وقت ایک نصیحت ہوئی تھی کہ حتی الامکان خواب کے بیان میں بہت احتیاط چاہیئے۔ لہذا میں تصریح اس کے بیان میں تامل کرتا ہوں اور اس قدر عرض کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ اس خواب کا تمام تر راز محمدن یونیورسٹی کے لفظ محمدن میں ہے۔ جو سرور اور اطمینان مجکو اس خواب سے حاصل ہوا ہے اس سے مجکو تو کامل طور پر یقین ہو گیا ہے کہ اس وقت جس کام کا بیڑا قوم نے اوٹھایا ہے خداوند تعالیٰ جلشانہ اپنے فضل کرم سے اس کو پورا کرنے والا ہے۔ ہمارے اعمال کا نتیجہ تو وہ تھا جو اب تک ہمنے دیکھا۔ اور آیندہ جس امر کی ہم توقع کرتے ہیں۔ وہ محض فضل ایزدی سمجھنا چاہیئے۔ اب ہمارا کام ہے کہ اول بصدق دل اپنے اعمال کی خداوند غفور الرحیم سے معافی چاہیں اور بنہایت خشوع خضوع سے جناب باری میں عرض کریں کہ

> ہرچند نیم لایق بخشایش تو
> بر من منگر بکرم خویش نگر

اور پھر بفحوائے "اذا عزمت فتوکل علی اللہ"۔ کمرہمت چست کرکے محمدن یونیورسٹی کے سرمایہ کو انہیں آیندہ چند مہینوں میں فراہم کریں اور خدا وہ دن لاوے کہ محمدن یونیورسٹی قایم ہو اور ہم یہ کہنے کے قابل ہوں کہ:- ھذا تاویل رؤیای۔ والسلام۔

خاکسار۔ مشتاق حسین آنریری سکرٹری علیگڈہ

۱۴ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

کمیٹی تکمیل محمڈن یونیورسٹی

پریسیڈنٹ:- ہز ہائینس سر آغاخان بہادر۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای

وائس پریسیڈنٹ

آنریبل نواب سر محمد فیاض علی خانصاحب بہادر کے سی ایس آئی (۲) آنریبل نواب محمد عبدالمجید صاحب بہادر (۳) آنریبل راجہ سر تصدق رسول خانصاحب کے سی ایس آئی تعلقدار جہانگیرآباد۔ (۴) آنریبل راجہ سر علی محمد خانصاحب بہادر کے سی آئی ای تعلقدار محمودآباد (۵) آنریبل نواب نواب فتح علی خانصاحب بہادر قزلباش سی آئی ای (۶) آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر ایٹ لا لاہور (۷) حاذق الملک حافظ حکیم اجمل خانصاحب دہلی (۸) آنریبل خواجہ سر سلیم اللہ خانصاحب بہادر کے سی ایس آئی ڈہاکہ (۹) نواب صاحب بہادر مرشدآباد۔ (۱۰) سیٹھ عبدالکریم عبدالشکور جمال (۱۱) حاجی احمد ملا داود صاحب مالی (۱۲) خان بہادر ایچ ایم ملک صاحب ناگپور (۱۳) خان بہادر نواب سلیم اللہ خانصاحب (۱۴) آنریبل سر کریم بہائی ابراہیم صاحب بیرونٹ (۱۵) سر آدم جی پیر بہائی (۱۶) ہز ہائینس پرنس آف آرکاٹ بہادر۔ (۱۷) آنریبل خان بہادر شیخ صادق علی صاحب وزیر خیرپور (۱۸) کرنل حاجی حافظ محمد عبید اللہ خانصاحب بہادر فرزند دوم حضور ہز ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال (۱۹) خان بہادر مولوی رحیم بخش صاحب مدار المہام بہاولپور (۲۰) نواب عماد الملک مولوی سید حسین صاحب بلگرامی سی آئی ای۔ (۲۱) آنریبل صاحبزادہ آفتاب احمد خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا (۲۲) مسٹر جی ایچ ٹول صاحب پرنسپل محمڈن کالج علیگڈہ۔

سکرٹری نواب وقار الملک بہادر۔

جائنٹ سکرٹری (۱) نواب خان بہادر محمد مزمل اللہ خانصاحب (۲) مسٹر شوکت علیصاحب بی۔ اے (۳) شیخ محمد عبداللہ (۴) حاجی محمد موسیٰ خانصاحب۔

انچارج صدر دفتر۔ ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی۔ ایس سی۔ بی۔ ایچ۔ ڈی۔

جنرل سپرنٹنڈنٹ صدر دفتر مولوی ادریس احمد صاحب بی۔ اے۔

ممبران کمیٹی

(۱) جملہ ٹرسٹیان محمڈن کالج علیگڈہ (۲) جملہ ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس (۳) جملہ ممبران اولڈ بائز ایسوسی ایشن (۴) جملہ ممبران کالج و اسکول اسٹاف علیگڈہ (۵) ممبران سنٹرل اسٹینڈنگ کمیٹی آل انڈیا شیعہ کانفرنس (۶) جملہ اڈیٹران اخبارات و رسایل اسلامیہ (۷) جملہ ممبران مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء (۸) جملہ ممبران مجلس انتظامیہ مدرسہ عالیہ دیوبند (۹) جملہ ممبران مجلس انتظامیہ مدرسہ الٰہیات کانپور (۱۰) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ طبیہ کانفرنس و مدرسہ طبیہ (۱۱) و مدرسہ دائیان دہلی (۱۲) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ مدرسہ تکمیل الطب لکھنؤ۔ (۱۳) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ احمدیہ کانفرنس قادیان (۱۴) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ انجمن حمایت اسلام لاہور (۱۵) جملہ ممبران اسٹاف اسلامیہ کالج لاہور (۱۶) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ انجمن مفید اسلام مدراس (۱۷) جملہ ممبران کمیٹی انتظامیہ انجمن اسلام بمبئی (۱۸) کل اسلامی اسکولوں و مدارس عربیہ کے مینجران و منتظمین و ہیڈ ماسٹران (۱۹) جملہ انجمنہائے اسلامیہ کے عہدہ داران (۲۰) جملہ کونسلوں کے اور ڈسٹرکٹ و میونسپل بورڈوں کے مسلمان ممبران۔ کل مسلمان بیرسٹران و وکلا و مختاران و کل مسلمان زمینداران و تاجران۔

جماعت احمدیہ سندھ کیطرف سے اعلان

تمام جماعت احمدیہ کو جو سندھ میں کسی جگہ رہتے ہیں۔ اطلاع ہو کہ سب صاحب اپنا پورا اپتہ جناب سکرٹری صاحب محمد حسین خانصاحب کینال آفیسر ریاست خیرپور کو تحریر فرماویں۔ کہ سکرٹری صاحب ان سے خط و کتابت کر سکیں

والسلام۔

محمد اسمٰعیل پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ خویلی
حیدرآباد سندھ۔

اخبار نیر اعظم مراد آباد!

۲۶ سال سے کامیابی کے ساتھ ہفتہ وار شایع ہوتا ہے۔ روہیلکھنڈ میں سب سے پرانا ازاد اور مہذب پرچہ ہے ہر مذاق کے موافق ہے ہر ضروری ملکی اور قومی معاملہ پر آزادی سے بحث کرتا ہے۔ ملک اور ملک والوں کی ضروریات کو پورا کرنے والا گورنمنٹ کا خیرخواہ۔ رعایا کا سچا ہمدرد جھوٹی خوشامد بیجا حمایت سے پاک۔ انگریزی قاعدہ سے وقت پر شایع ہوتا ہے۔ آجکل اعلےٰ پایہ کی انعامی مضامین نیر اعظم میں چھپ رہے ہیں۔ اور آئندہ کیواسطے انعامی مقابلہ کا اعلان ہے نیر اعظم میں ریڈنگ میٹر بہت زیادہ ہوتا ہے ملک کے قابل مضامین نگار اور انشا پرداز حضرات کے مضامین خاص اکثر نکلتے رہتے ہیں۔ نیر اعظم ہندو مسلمان مرد عورت سب کے واسطے یکساں مفید ہے کیونکہ وہ ہندو مسلمانوں کے اتفاق کا حامی ہے۔ مقابلہً بہتر۔ کم سے کم ۱۶ بڑے صفحوں پر قیمت ارزان عام للعہ سالانہ پیشگی۔ نمونہ ۱؎ کا ٹکٹ آنے پر مفت رؤسا اور متمول اصحاب سے حسب حیثیت قدردانی اشتہارات کیلئے اچھا ذریعہ ہے اجرت ارزان نفع زیادہ

المشتہر منیجر اخبار نیر اعظم مراد آباد

نشانات میرزا

امرتسری منکر کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب کا اعلان ہوتے ہی احباب نے مسرت آمیز اور حوصلہ افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں۔ شیخ ہاشم علیصاحب فدائے سلسلہ نے بڑے جوش سے خط لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی احباب ہر طرح سے مدد دینے کیلئے طیار لکھ رہے ہیں۔ میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہیئے۔ اگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں جو اسکی دس دس جلدیں لیکر مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کریں۔ تو ایک ہزار کاپی مفت شایع ہو سکتی ہے۔ میں نے سردست دو ہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ یہ رسالہ آخیر فروری ۱۹۱۱ء تک انشاء اللہ العزیز شایع ہو جائیگا۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں۔ وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں۔ کوئی رقم اس مقصد کے لئے سردست میرے پاس نہ بھیجنی چاہیئے۔ بلکہ جس وقت کتاب نصف کے قریب پریس میں جا چکے گی اس وقت میں انشاء اللہ العزیز اعلان کر دونگا۔ اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہئیں؛؛

پانچ روپے (صہ) سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شراکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری یوم کی آمدنی ۸۸۰ روپے تصدیق کرتے ہیں اس کو صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب نوائد اور شرطیہ تاثیر سے محروم رہا ہے ۔ "روح حیات کیا چیز ہے؟" روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر مہر بی ما صاحب بہادر لفٹننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر جوانی کا زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی پٹ ہم کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان، انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کو سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت سے استعمال ہوتے ہوئے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۳۰۸۸ روپے کی روح حیات کی تین دن کی بکری سے کوئی ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف وضع قدرت عامل ہونیسے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کامل تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے یا یہ وہ مقوی روح ہے جو دو روز میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ چہرے پہ رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعیہ پر آجاتی ہے دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھ کو کیمیا گر کے نام سے پکارتے ہیں۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب لاثانی دوائی۔ روغن دافع سستی۔ موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے۔ رگوں پٹھوں کی سستی۔ اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر سوئی طاقت بحال ہو جاتی ہے مایوس مریضاں نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کی استعمال کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن دافع سستی شیشی کلاں چار روپے ۔ چار آنہ (للعہ) شیشی خورد دو روپیہ دو آنہ (عہ)

یہ دو دوائیں ۔ حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی طراری مریضوں کی بیقراری آجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے وہ دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر خریدو۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں ہر قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے جس کیلئے ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے۔ جسکے چندروزہ کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ دور رفع ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے انشاءاللہ تعالٰی مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوتی ہے اول مفت منگا لیجئے پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمایئے۔ قیمت فی بکس (عہ)

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امر لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچی ہے ہم اس طلاء طلسمی کے فائدہ اوٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اسکو پائیں قیمت ۲ ماشہ (عہ) سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ (عہ) منجن دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے قیمت فی بکس (عہ)

المشتہر:- حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڑھ ضلع دہلی

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دوا پچیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے ۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں ۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر آزمایش کیجئے۔ اس دوا میں چند خاص لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے اس لئے اس کی چار یا پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گھلاتی ہے ۔

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک دو شیشی (۸)

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸) محصولڈاک دو شیشی (۶)

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے ۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایک دم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴)

محصولڈاک ایک شیشی سے ۲ شیشی تک ۵ ، بارہ ڈبیہ ۶

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

مدرسہ احمدیہ اور اُسکی جدید سکیم

مدرسہ احمدیہ کا انتظام جب سے مخدوم قوم حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ مدرسہ کی حالت میں نمایاں ترقی ہو رہی ہے اور خدا کے فضل سے امید کیجاتی ہے کہ یہ اولوالعزم مرد خدا اپنی دعاؤں اور نیک نمونے سے اس میں ایک روح پھونکنے والا ثابت ہوگا۔

اس سے پہلے مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ کا بورڈنگ ہوس ایک ہی تھا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مدرسہ احمدیہ کا بورڈنگ الگ کرکے اس میں تمام ضروریات کا پورا انتظام فرمایا ہے۔ اور اب آپ نے مدرسہ کیلئے جدید سکیم ایسے اصولوں پر تجویز کی ہے کہ سات سال کے اندر ایک طالبعلم جہاں تمام علوم عربیہ میں خدا کے فضل سے پوری مہارت حاصل کرے وہاں اسے ضمنًا انگریزی۔ حساب۔ جغرافیہ وغیرہ ضروری باتوں سے اچھی واقفیت ہو جاوے۔ اور پاس اسے کبھی تعلیم میں ناکامی بوجہ معلوم نہ ہو۔ آجکل نصاب تعلیم میں جو بڑا نقص ہے۔ اور جسنے طلباء کی صحت اور ذہنی قابلیتوں کو خطرہ میں ڈالدیا ہے وہ یہی ہے کہ انکا نصاب تعلیم اتنا لمبا اور تکان پیدا کرنیوالا ہے کہ طالبعلم اس کو بمشکل رٹ سکتا ہے۔ اور اس میں اجتہادی قابلیت پیدا نہیں ہوتی۔ اسلامی مدارس میں تو یہ نقص ایسا خطرناک ہے کہ اب تک بعض دوراز کار کتابیں درس میں چلی جاتی ہیں۔ اور کوئی شخص اس طرف توجہ نہیں کرتا۔ کہ ان میں بیفائدہ وقت طالب علموں کا ضایع ہوتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مدرسہ احمدیہ کے نصاب کو ضرورت زمانہ کے مطابق تجویز کیا ہے۔ اور پہلی آسانی اس میں یہی رکھی ہے کہ طالبعلم پر کثرت مضامین کا ایسا بوجھ نہ ہو کہ اسکا دماغ بگڑ جائے۔ اور دماغی قوتوں کا نشو و نما رک جائے۔ پھر اس سکیم میں انہوں نے اس امر کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ کہ ایسی کتابیں منتخب کیجاویں۔ جو سلیس ہوں۔ جنکے ساتھ ایسے مصنفوں کی ہوں جو اپنی نیکی اور پاکیزگی کا بہترین نمونہ ہوں اسلئے کہ اندر ہی اندر مصنفوں کا اثر طالبعلم کی زندگی پر پڑتا ہے۔ علم کلام اور مناظرہ کیلئے پرانے نصاب میں عملی رنگ پیدا نہیں کیا جاتا صرف کچھ اصطلاحیں اور ان طریقوں کو سکھا دیا جاتا ہے۔ جنکی غرض صرف یہ ہو کہ کسی نہ کسی طرح مخالف کا صرف منہ بند کر دیا جاوے حالانکہ مناظرہ کی غرض یہ ہونی چاہیئے۔ کہ حق ظاہر ہو جائے۔ اس سکیم میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایسی کتابیں منتخب کی ہیں۔ جو طلباء کو عملی طریق مناظرہ سکھائیں گی۔ اور وہ مدرسہ احمدیہ سے نکلکر خدا کے فضل سے مختلف قوموں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے قابل ہوں گے۔ مجھے اس سکیم میں اگر کوئی بات قابل اضافہ معلوم ہوتی ہے تو وہ یہ ہے کہ کسی طرح سے حفظ قرآن بھی اس مدرسہ کے طالبعلموں کو لازمی کر دیا جاوے۔ سات سال کا کورس ہے۔ اور سات سال میں قرآن مجید کا حفظ کرنا کچھ مشکل بھی نہ ہوگا اگرچہ اس سکیم کے رو سے قرآن مجید کا بہت سا حصہ حفظ ہو جاتا ہے۔ تاہم اگر کل قرآن مجید حفظ ہو سکے تو بہترین امر ہو۔ بہر حال جو سکیم صاحبزادہ نے تجویز کی ہے وہ ملک کے قابل آدمیوں نے پسند کی ہے۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ وہ جلد دوسرے مدارس میں بھی رائج ہو جاوے۔ صاحبزادہ صاحب کو مدرسہ کیطرف بہت توجہ ہے اور ہونی ہی چاہیئے۔ کیونکہ وہ اصل غرض جو حضرت مسیح موعود قادیان کے مدرسہ سے ملحوظ رکھتے تھے۔ وہ اس کے ذریعہ انشاء اللہ پوری ہوگی۔ میں نے پہلے بھی لکھا ہے اور اب پھر توجہ دلاتا ہوں کہ ہمارے احباب کو اس مدرسہ میں اپنے بچوں کو بھیجکر ہم خرما و ہم ثواب حاصل کرنا چاہیئے۔ ہاں اسکے ساتھ ہی اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ مدرسہ کے جدید انتظام اور اس میں ضروری اصلاحوں کیوجہ سے اخراجات بڑھ گئے ہیں۔ اور مدرسہ احمدیہ کے سرمایہ کی قلت حضرت صاحبزادہ صاحب کو گونہ تشویش میں ڈالے گی۔ اور یہ امر احمدی قوم کی حمیت اور غیرت کے خلاف ہے کہ وہ درسگاہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر آپ کی یادگار کیصورت میں قایم ہے اُسے کسی قسم کا گزند پہنچے جنوری سنہ ۱۹۱۱ء کے ریویو میں جو گوشوارہ آمد و خرچ کا دیا گیا ہے۔ اس میں مدرسہ کے خزانہ میں صرف تین سو چھ روپیہ گیارہ آنہ باقی ہیں۔ اور سال کے اختتام میں بعض غیر معمولی اخراجات خرید کتب اور خرید سامان وغیرہ کیوجہ سے یہ رقم ایک مہینے کے لئے بھی شاید گنجایش نہ رکھے۔ اسلئے احباب کو یادگار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے مستقل چندوں کا سر دست اتنا انتظام کرنا چاہیئے۔ کہ تین سو روپیہ ماہوار کی مستقل آمد ہو جاوے۔ اگر تین سو آدمی ایک روپیہ ماہوار بھی دیں تو بھی یہ رقم آسانی سے پوری ہو جاوے۔ پس میں ایکبار پھر احباب کو متوجہ کرتا ہوں کہ مدرسہ احمدیہ کیا اس حیثیت سے کہ وہ ایک دینی مدرسہ ہے اور ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کیا ہے۔ اور کیا اس حیثیت سے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یادگار ہے۔ اور کیا اس لحاظ سے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ہاتھ میں اسکا اہتمام دیا گیا ہے ایسی قابل ہے کہ تمہاری توجہ خصوصیت سے اسکیطرف مبذول ہو۔ اسی مدرسہ سے ایسے جوانوں کے نکلنے کی توقع ہو سکتی ہے جو اشاعت اسلام کریں گے۔ اور حفاظت اسلام کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اسلام کے متعلق معلومات کا ذخیرہ عربی زبان میں ہے۔ اور جبتک عربی زبان میں کمال حاصل نہ ہو ایک شخص ان معلومات سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کی خدمت اور اشاعت کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ عربی زبان اور اس کے متعلقہ علوم میں دسترس ہو اگر یہ نہیں تو محض انگریزی یا یورپ کی کسی دوسری زبان کا پڑھ لینا۔ اور اس میں کمال پیدا کرنا کوئی ایسی خوبی کی چیز نہیں۔ جس سے اشاعت اسلام ہو سکے۔ پہلے خود اسلام کی حقیقت اور قرآن مجید کی حقیقت کو سمجھنا ضروری ہے۔ اور چونکہ اس کے لئے عربی زبان کی ضرورت ہے۔ اس لئے اس مدرسہ کی تائید اور نصرت تمام مسلمانوں پر عمومًا اور احمدیوں پر خصوصًا فرض ہے۔ اور اس مدرسہ میں چونکہ اسوقت تعلیم قریبًا مفت دیجاتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی وہ قومی توجہ کا خصوصًا محتاج ہے۔

مدرسہ احمدیہ کے متعلق اگر کسی قسم کی خط و کتابت کی ضرورت ہو تو صاحبزادہ صاحب کے نام کرنی چاہیئے البتہ ترسیل زر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہونی چاہیئے۔

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے عمدگی کا بہت ساحصہ پہر گیا ہے۔ پچھلے دو دنوں میں آپ کو خواب اور دوائی کیوجہ سے ضعف رہا۔ کہانے پینے کیطرف کم توجہ ہے آج صبح ۵ فروری کو میں حضرت کیخدمت میں حاضر تھا۔ السلام و تین دوست اور تھے۔ فرمایا قدرت ہے کہانے پینے کیطرف طبیعت متوجہ نہیں۔ پانی تک سے نفرت ہے اور عجیب بات ہے کہ پیشاب خوب آتا ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ حضرت عملی طور پر اس حدیث کی سچائی سمجھ میں آگئی ہے جس میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بیمار کو کہلاتا پلاتا ہے۔ پھر فرمایا عجیب بات ہے۔ سوڈا واٹر پینے کو طبیعت چاہے ہے۔ وہ تین دن سے یہاں نہیں۔ اور جو پانی جنجر وغیرہ یہاں ہے اس سے نفرت ہے اسی طرح کچھ باتیں ہو رہی تھیں کہ چند منٹ خاموش ہوئے۔ اور پھر یکایک بولے۔

ایک کشف

ابھی میں نے دیکھا ہے کہ اسی مقام پر کسی پرندہ کا مزیدار شوربا کھایا ہے جس کی باریک باریک ہڈیاں پھینک دی ہیں۔ یونہی آپنے یہ کشف سنایا میں نے عرض کی۔ کہ اس کو پورا کرنیکے لئے کسی پرند کے گوشت کا انتظام کیا جاوے۔ میں یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ صاحبزادہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب جو کبھی کبھی ہوائی بندوق سے شکار کھیلا کرتے ہیں۔ انہیں عرض کروں کہ کوئی پرندہ شکار کریں میں جب ان کے پاس پہنچا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت انہوں نے کچھ پرند شکار کئے ہیں۔ وہ حضرت کیخدمت میں پیش کئے گئے۔ اور حضرت بہت خوش ہوئے۔

۳ فروری سنہ ۱۹۱۱ء کو بعض افغانوں نے جو یہاں کچھ عرصے سے آئے ہوئے تھے رخصت چاہی اور بیعت کی۔ حضرت نے بعد بیعت فرمایا۔ بری صحبتوں میں نہ بیٹھو۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ درود شریف اور استغفار بہت پڑھا کرو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہم ایک نصیحت نامہ لکھدیں گے تب رخصت کریں گے۔ چنانچہ ۴ فروری سنہ ۱۹۱۱ء قبل دوپہر حضرت نے مندرجہ ذیل نصایح آپ نے ایڈیٹر الحکم کے قلم سے لکھوا دیں۔ جنکا اردو ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

(اول) تمام آدمی نماز کو اول وقت پوری توجہ سے ادا کریں۔

(دوم) دعاؤں میں بکثرت مشغول رہیں۔

(سوم) لا الہ الا اللہ کا وظیفہ کریں۔

(چہارم) درود شریف۔ لاحول۔ اور استغفار سے غافل نہ ہوں۔

(پنجم) امرا سے مباحثہ نہ کریں اس باب میں سخت تاکید ہے کیونکہ امرا اکثر ناحق سے رد ہوتے ہیں۔ اور تکبر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ہاں ان کے حق میں دعا کرو۔ خواہ یہ امرا گاؤں کے ہوں یا امرا سلطنت ہوں

(ششم) غربا بھی کوشش کرو کہ وہ کسی پر ظلم نہ کریں اور نمازیں پڑھیں

(ہفتم) لڑائی فساد اچھی چیز نہیں۔ اس سے ہمیشہ پرہیز رکھو۔ اور اپنے بادشاہ کی فرمانبرداری کرو۔

(ہشتم) اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو قرآن مجید کو پڑھو ہاں تدبر اور تفکر سے پڑھو۔ اور غرض قرآن پڑھنے سے عمل ہو۔ خدا تعالیٰ توفیق دے (آمین)

ایڈیٹر الحکم کو نصیحت

بعض لوگوں کو اگر نصیحت کی جاوے اور ان کو اس کا مخاطب قرار دیا جاوے۔ تو ناگوار گذرتا ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں ہماری گو نہ ہتک ہے۔ اور دشمنوں کی شماتت۔ قرآن کریم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور اس میں مومنین کو خطاب کر کے احکامات اور ہدایات جاری ہوئیں۔ اگر کوئی شخص نعوذ باللہ یہ سمجھ لے۔ کہ یہ احکامات۔ اور ہدایات اس لئے جاری ہوئی ہیں۔ کہ ان میں وہ عیوب موجود تھے۔ تو وہ سخت ٹھوکر کھانے والا ہوگا۔ نابکار عیسائیوں کو استغفار پر یہی شبہ گذرا۔ کہ استغفار وہی انسان کرتا ہے یا اسے ہی استغفار کی ہدایت ہوتی ہے جو گنہگار ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص استغفار نہیں کرتا۔ وہ شیطانی پنجہ میں گرفتار ہے۔ استغفار تمام ترقیوں کی جڑھ اور تمام کامیابیوں کا گر ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کو اس قسم کے وسوسوں میں نہیں پڑنا چاہئے۔ اور میں تو خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ ایڈیٹر الحکم ہمیشہ اپنی غلطیوں کا اعتراف کرنے کو تیار رہنا اپنی سعادتمندی سمجھتا ہے۔ رومن کیتھولک پادریوں نے کنفیشن (اعتراف ذنوب) کے مسئلہ کو نہیں سمجھا۔ اور ایک پاک حقیقت کو نجاست میں ملا دیا۔ مگر دراصل اعتراف ذنوب ہی وہ زینہ ہے۔ جس سے انسان ترقی کے مینار پر چڑھ سکتا ہے۔ اعتراف ذنوب سے خودشناسی پیدا ہوتی ہے۔ اور خودشناسی سے پھر خداشناسی کی روشنی پڑنے لگتی ہے۔ انسان اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کو معلوم کر کے تکبر اور نخوت کی چادر کے نیچے سے نکل جاتا ہے۔ اور پھر وہ جس مخلوق کو ذلیل اور حقیر سمجھتا ہے۔ اس سے بھی اپنے آپ کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ اس تذلل سے اس پر رحمت ربانی کے دروازے کھلنے لگتے ہیں۔ اور وہ ترقی کرنے لگتا ہے۔ غرض میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ اس وسوسہ سے کہ میں اپنے آپ کو غلطی اور کمزوری سے پاک سمجھنے لگوں۔ اور اپنے آپ کو کسی شفیق اور ہمدرد ناصح کی نصیحت کا محتاج نہ سمجھوں۔ میں تو اپنی زندگی کے لئے ماں کے دودھ سے زیادہ پرورش کرنے والی چیز اس نصیحت کو جانتا ہوں۔ جو مجھے کیجاوے۔ اور یہ خدا کا احسان ہے۔ کہ محض للہ دی اللہ ہمیں آگاہ کرنے والا موجود ہے۔ ۳ فروری کی شام کو بعد مغرب حضرت نے مجھے بلایا۔ میں حاضر ہوا۔ تو چند اور احباب بھی موجود تھے۔ آپ مجھے تخلیہ میں کچھ فرمانا چاہتے تھے۔ مگر احباب نا سمجھی سے بیٹھے رہے۔ آپ نے مفصلہ ذیل تقریر فرمائی:۔

تین قوتیں

فرمایا انسان کے اندر تین قوتیں ہیں۔ ایک تخیلی۔ دوسری علمی۔ تیسری عملی۔

تخیلی قوت شاعروں کی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ بڑے بڑے نازک خیال انہیں سوجھتے ہیں۔ اور وہ سوچتے رہتے ہیں۔ مرزا غالب بڑے نازک خیال تھے۔ ان کی یہ حالت تھی کہ بعض وقت ایک ایسا شعر کہہ گزرتے تھے۔ کہ دوسرے وقت خود بھی اس کی سمجھ نہ آتی تھی۔ مولوی فضل حق خیرآبادی نے ان کا دیوان ترتیب دیا۔ مرزا غالب نے انہیں کہدیا تھا۔ کہ جو تمہیں سمجھ آتا ہے۔ اسی طرز پر ترتیب دے لو۔ ایک مرتبہ یہ قوت تخیلی ان کی ایسی بڑھی۔ کہ شاہزادہ جوان بخت کی شادی پر سہرا کہا۔ اور اس میں بڑا دعوے کیا۔ آخر ذوق نے مقابلہ کیا اور مرزا غالب کو مجبورًا عذر کرنا پڑا۔ اور شرمندہ ہونا پڑا۔ الطاف اللہ خان بھی بڑے پایہ کا شاعر تھا۔ اور بڑا نازک خیال۔ مگر آخر گمنامی کی زندگی میں جان دیدی۔ یہ نتیجہ تھا قوت تخیلی کی ترقی کا۔ فارسی میں حضرت امیر خسرو بڑے پایہ کے شاعر گذرے ہیں اور ان کی قوت تخیلی بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ کی خلافت سے محروم رہے۔

ایڈیٹروں کی بھی قوت تخیلی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ جب قوت تخیلی کا زور ہو تو اسے علمی اور عملی قوتوں کے رنگ میں لانے کی کوشش اور دعا کرنی چاہیئے۔ عملی قوت انبیاء علیہم السلام کی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی عملی قوت ہی تو تھی۔ جس نے اپنے مخالفین کو غرق کر دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عملی قوت کا تماشا دیکھو کہ فرعون اور اس کی جماعت کو غرق کر دیا۔ اعلیٰ درجہ کی چیز یہی ہے۔ اور پھر اگر یہ نہ ہو تو علمی قوت کو بڑھانا چاہیئے۔ صرف تخیلی قوت کو بڑھنے نہیں دینا چاہیئے۔ جو لوگ تم سے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ اور عملی رنگ پیدا نہیں کرتے وہ ناکام رہ جاتے ہیں۔ تمام کامیابیاں عملی قوت سے پیدا ہوتی ہیں۔ بیماری افلاس۔ اور مشکلات میں تخیلی قوت بڑھ جاتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض بعض وقت میری تخیلی قوت بڑھ جاتی ہے۔ مگر خدا کا فضل ہے کہ میں فورًا اس سے نکل جاتا ہوں۔ تخیلی قوت کا ایک پولیٹکل نظارہ ہیگل کے وقت میں نظر آتا ہے۔ آج کوئی اس کا نام بھی بڑی ہی نہیں رکھتا۔ اور اس کا ذکر کوئی خبر سے نہیں کرتا۔ پس یاد رکھو کہ اس قوت کو بڑھنے نہیں دینا چاہئے۔ اگر چاہو تو تم تخیلی قوت کے نہ بڑھانے پر میرے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ (عرض کیا کہ ابھی خدا کے فضل سے حاضر ہوں) تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اس کو مت بڑھاؤ۔ اور اس سے توبہ کرو۔"

اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور طبیب ہیں۔ میری یہ قوت تخیلی اخبار ہی سے بڑھتی ہے۔ اس سے پہلے ایک مرتبہ اوائل خلافت میں حضور نے مجھ سے عہد لیا تھا۔ کہ میں اخبار کو کبھی نہ چھوڑوں گا۔ اب اگر یہی میری قوت تخیلی کو بڑھانے والا ہے۔ تو پھر اجازت دیں۔ کہ میں اسے بند کر دوں۔ فرمایا ہرگز نہیں۔ تم اس فن کو خوب سمجھتے ہو۔ اور یہاں جو لوگ اس کام کو کرتے ہیں ان سے بہتر ہو۔ میں یہ اجازت نہیں دیتا۔ یہی کام کرو۔ بس قوت تخیلی کو بڑھنے نہ دو۔ میں نے علاج اور اسباب سب کچھ بتا دیا ہے۔ تم سمجھ سکتے ہو۔"

یہ ہے وہ نصیحت جو میرے آقا نے مجھے فرمائی۔ اور میں حیران ہوں کہ کسقدر درد آپ کے دل میں اپنے خدام کے لئے ہے۔ اس بیماری میں دوسروں کی روحانی۔ اور اخلاقی بیماریوں کے علاج میں فکرمند رہتے ہیں۔ میں جانتا ہوں۔ کہ میری طرح اور بھی بہت سے مریض ہوں گے۔ جو قوت تخیلی کو بڑھنے دیتے ہوں گے۔ اس لئے امید ہے یہ پند انہیں بھی سودمند ہوگی۔ میں اپنے دوستوں سے چاہتا ہوں کہ وہ میرے لئے خصوصیت سے دعا کریں۔ اس لئے بھی کہ ہم سب کا آقا۔ اور امام چاہتا ہے۔ کہ

خاکسار ایڈیٹر الحکم۔ الحکم ذریعہ سلسلہ کا خادم ہے

میں اپنی بڑی سعادت سمجھتا ہوں کہ وہ مجھے اس خدمت کا اہل پاتا ہے۔ اور میری حوصلہ افزائی کے لئے اپنے مالک دعا اور دردمند نصائح سے دریغ نہیں فرماتا۔ اللہ تعالےٰ اسے جزائے خیر دے۔ اور مدت دراز تک اس کے فیض سے بہرہ یاب فرماوے۔" (آمین)

صدقات کی طرف توجہ

میں نے قریبًا ہر اخبار میں لکھا ہے کہ ان ایام میں حضرت کو صدقات کی طرف بڑی توجہ ہے۔ موضع ننگل قادیان کے قریب ہے اسی کا دراصل ایک بڑا حصہ ہے۔ وہاں طاعون کی کوئی واردات ہوگئی۔ اس کی اطلاع ملی۔ تو فرمایا جماعت کو تاکید کر دو کہ دعاؤں میں لگ جائے اور استغفار کریں۔ اور صدقات دیں۔ ہر شخص کچھ نہ کچھ صدقہ ضرور دے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں حضرت میر ناصر نواب صاحب نے احباب کو صدقات کی طرف متوجہ کیا۔ اور قریبًا کل دوستوں سے جو یہاں رہتے ہیں۔ صدقہ کی ایک رقم جمع کر کے قربانی کی۔ اور غرباء اور مساکین کو کھانا کھلایا۔"

اور یہ سلسلہ بدستور جاری ہے خود حضرت ہی بہت کچھ صدقہ کر رہے ہیں۔"

غلام آزاد کرنیکی خواہش

حضرت خلیفۃ المسیح کی پاک سیرۃ کا ایک عجیب واقعہ ہے۔ جو ہمارے دولتمند دوستوں کیلئے بہت کچھ سبق آموز اور محرک ہوگا۔ جسکا علم مجھے غیر معمولی رنگ میں ہوگیا۔ بعض مغربی مصنفوں نے اپنی نادانی نہیں جہالت سے اسلام پر اعتراض کیا ہے۔ کہ اسلام نے غلامی کو پھیلایا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس نے دنیا سے غلامی کا استیصال کیا۔ یہ موقع نہیں کہ میں غلامی پر کوئی مضمون لکھوں۔ بلکہ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی کا ایک واقعہ دکھانا ہے۔ پچھلے دنوں جب ہمارے بعض بھائی حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے آپ نے **ایک سو روپیہ** ایک غلام آزاد کرنیکے لئے انہیں دیا۔ چونکہ یہاں تو ایسے غلام نہیں ملسکتے۔ جن کو آزاد کیا جاوے۔ آپ نے مکہ معظمہ میں کسی غلام کی آزادی کے لئے کوشش فرمائی یہ جوش اللہ تعالےٰ کے احکام پر عمل کرنیکا اللہ تعالےٰ کے فضل کے بدون پیدا نہیں ہو سکتا۔ ہندوستان میں بہت بڑے بڑے دولتمند تاجر اور رئیس ہیں۔ شاید بہت ہی کم ایسے دل ہوں گے۔ جن میں غلاموں کو آزاد کرنیکا عملی خیال

پیدا ہوا ہو۔ ہماری جماعت میں بھی یہ پہلی نظیر ہے۔ حضرت کی خواہش ان لوگوں کی غلطی کیوجہ سے عملی صورت اختیار نہ کر سکی۔ غلام شاید اڑہائی سو روپیہ کو ملتا تھا۔ اگر وہ اطلاع دیتے تو یقیناً حضرت باقی روپیہ بھیجدیتے۔ مگر انہوں نے روپیہ واپس کر دیا۔ حضرت کو آزادی غلام کا ثواب ہو گیا۔ کیونکہ اسی نیت سے یہ رقم بھیجی گئی تھی۔ مگر ناظرین یہ سنکر حیران ہوں گے کہ اسی روپیہ کو بھی حضرت نے بعض ایسے لوگوں کی مدد میں صرف کر دیا۔ جو کسی ایک یا دوسری مشکل میں مبتلا اور اسیر تھے۔ اس طرح پر نہ صرف ایک کو۔ بلکہ کئی گردنوں کو آزاد کرنے کا ثواب حاصل کیا۔

اگر اہل دل اصحاب اس نظیر سے عملی فائدہ اُٹھائیں۔ اور غلام آزاد کرنے کا ایک فنڈ قایم کر کے حضرت کے پاس ایسی رقوم بھیجتے رہیں۔ تو اس سلسلہ کی عظیم الشان اسلامی خدمات میں

یہ عملی کام بےنظیر ہو گا

تعلیم سلوک

حضرت خلیفۃ المسیح اس علالت میں بھی اپنے فیوض سے قوم کو متمتع کرتے رہتے ہیں۔ اور جب کبھی طبیعت بحال ہوتی ہے۔ یا کوئی تحریک ہوتی ہے۔ تو کچھ نہ کچھ سناتے اور سمجھاتے ہی رہتے ہیں۔ اور یہ حکیم قوم جو مصلح ربانی کے رنگ میں آئی ہے۔ ہر شخص کی حالت اور مرض کے لحاظ سے کبھی تو انفرادی رنگ کے نصایح کیا کرتی ہے۔ اور کبھی اجتماعی رنگ کی۔ اس ایک ستر کو نہ سمجھنے کیوجہ سے بعض لوگوں کو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے نہ سمجھنے میں دھوکہ لگا ہے۔ مثلاً ایک شخص آتا ہے اور وہ کوئی بہترین نیکی پوچھتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ ماں باپ کی خدمت کرو۔ اور کسی دوسرے کو کچھ اور بتایا نادانوں نے اس کو اختلاف قرار دیا حالانکہ اس کا نام اختلاف نہیں ہے۔

اسی رنگ میں تعلیم سلوک ہے۔ جو میں نیچے درج کرتا ہوں جو ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء کی شام کو ایک مخلص دوست کو حضرت نے لکھائی ہے۔ بہت سے لوگ وظائف اور اوراد کے مشاغل میں مصروف اور منہمک ہوتے ہیں۔ اُمید کی جاتی ہے کہ یہ سطور انشاء اللہ تعالےٰ ان کے لئے سلوک کی بہترین راہ بتانے والی ہوں گی۔

بوقت شام ۳۰ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء حضرت خلیفۃ المسیح نے مخدوم میاں محمد صدیق صاحب کو بلوایا۔ اور فرمایا قلم دوات لاؤ۔ میں تم کو ایک بات بتاتا ہوں۔ اس کو معمولی نہ سمجھیو۔ یہ بہت بڑی بات بتاتا ہوں۔ فرمایا قرآن کریم کی یہ آیت تین مرتبہ پڑھو۔ اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتٰب یتلیٰ علیھم ان فی ذٰلک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یؤمنون۔ مخدوم صاحب کے تین مرتبہ پڑھنے کے بعد فرمایا۔ اللہ پاک اس آیت میں تمام منازل سلوک کے لئے فرماتا ہے۔ کیا ان کو یہ کتاب (قرآن کریم) جو ہمنے محمد رسول اللہ صلعم پر نازل کی ہے۔ کافی نہیں۔ مومنوں کے لئے اسی میں رحمت ہے اور اسی میں تمام ذکر ہیں۔ فرمایا میں نظارے بڑے قدرت اور کشوف کے طریقے خوب جانتا ہوں۔ مگر اس شہادت خداوندی کے بعد سلوک کے اور طریقوں کو اختیار کرنا میں کفر جانتا ہوں۔ اس قسم گمراہوں کو جوگیانہ طریقے سمجھتا ہوں۔ تم سب گواہ رہو میں مر جاؤں تو میری یہ نصیحت یاد رکھنا۔ اگر کوئی خیال اس کے خلاف اُٹھے تو لاحول پڑھنا۔ شاہ عبد العزیز صاحب کے ایک بھائی تھے۔ جنکا نام محمد تھا۔ ان کی ایک بیوی تھیں ام حبیبہ انکا نام تھا۔ انہوں نے بہت ہی کثرت سے اور اد و اذکار شروع کر دئے تھے کہ کچھ دنوں کے بعد نفلوں کی جگہ بھی انہوں نے وظیفے ہی کر دیئے۔ ایک دن اُن کے میاں نے کہا کہ تم ہر روز ذکر کیا کرتی ہو لاحول کا ذکر بھی کر دیکھو انہوں نے مان لیا۔ اور شروع کر دیا۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے مصلےٰ پر ہنومان کی شکل میں بندر کو دیکھا اور اس نے کہا کہ جس راہ پر میں نے تم کو ڈالا تھا وہ کیوں چھوڑ دی۔ اس کے بعد اس کے میاں آئے اور انہوں نے پوچھا۔ بیوی صاحب تم نے آج کچھ دیکھا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں آئندہ توبہ کرتی ہوں۔ پھر فرمایا اللہ تعالےٰ کی ایک اور شہادت پڑھو جو ابتدائے قرآنمجید میں ہے الٓمٓ ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ ھدًی للمتقین۔ فرماتا ہے میں اللہ خوب علم والا یہ شہادت دیتا ہوں۔ کہ جقدر لوگ متقی بنے ہیں۔ علم تو مجکو ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی کتاب ذریعہ ہے متقی بننے کا۔ خدا تعالیٰ کی یہ دوسری گواہی ہے مجھ کو یہ بات میں تم کو خدا کی تحریک سے کہتا ہوں۔ احادیث میں آیا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کئی قسم کے اعوذ پڑھا کرتے تھے۔ مگر جب قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس نازل ہوئیں۔ تو آپ نے معوذتین کے سوا سب چھوڑ دیئے پھر فرمایا۔ اس وقت اتنی ہی برداشت ہے زندہ رہا تو کل کچھ اور کہونگا۔ اور صبح فرمایا۔ سورۃ اعراف کے اخیر میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قل انما اتبع ما یوحیٰ الی من ربی ھذا بصائر من ربکم وھدًی ورحمۃ لقوم یؤمنون۔ واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ (اے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) تو کہہ میں اس وحی قرآن کے سوائے اور کسی چیز کی پیروی نہیں کرتا۔ یہی لوگوں کے واسطے بصیرت ہے۔ مومنوں کے واسطے تو ہدایت اور رحمت ہے ہی۔ اگر کافر بھی مان لیں تو انپر بھی رحمت ہو گی ✤

معیار صادق

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اپنی جگہ بعض عجیب عجیب گُر قایم کرتے ہیں۔ اور پھر انکو قرآن مجید سے استنباط فرمایا کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآنمجید سے آپ کو عشق کی حد تک محبت ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے

محمد تر وارم ازاں روزے کہ بودم شیر خوار۔

کیونکہ قرآن مجید آپ نے اپنی والدہ کی گودی میں پڑھا ہے ۲۹ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو میں آپکی صحبت میں سعادت اندوز تھا۔ آپ نے فرمایا ایک شخص مولوی رحمن الدین احمد میرے پاس آئے۔ وہ بڑے ہوشیار اور مدبر ہیں۔ انہوں نے مجھ سے سوال کیا کہ مرزا صاحب کشیب چند سین۔ سر سید اور پنڈت دیانند یہ بڑے آدمی اس وقت ہیں۔ اور سب نے اپنے ساتھ ایک جماعت بنائی ہے۔ پھر کیونکر سمجھا جاوے۔ کہ مرزا صاحب راستباز تھے اور خدا کیطرف سے تھے۔ اور باقی نہ تھے میں نے اس کو کہا کہ میں ایک گُر بتاتا ہوں جو بہت صاف ہے قرآن میں لکھا ہے۔ اکابر مجرمیہا یعنے جو لوگ بڑے ہوتے ہیں وہ ماموریں سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ اور الگ رہتے ہیں۔ اب تم بتاؤ کہ ان میں سے ہر ایک کیساتھ کس قسم کے لوگ شامل ہیں امرا کس کے ساتھ ہیں۔ اور کس سے الگ رہتے ہیں۔ اس پر اسکے تحت حیرت ہوئی اور خاموش ہو گیا۔ کہنے کو یہ ایک نکتہ ہے۔ مگر اس کے اندر ایک لطیف اصول صادقوں کی شناخت کیلئے بتایا گیا ہے۔ کہ جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو اول اس کو قبول کرنیوالے غربا اور ضعفا ہوتے ہیں۔ اور جو رؤسا اور امرا ہوتے ہیں۔ وہ ان سے الگ رہتے ہیں۔ اس میں بھی ایک لطیف ستر ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کا کرشمہ نظر آتا ہے اس حالت میں کہ بےسروسامانی میں وہ بندہ خدا اپنی کامیابی اور مخالفین حق کی نامرادی کی عجیب پرشوکت پیشگوئیاں کرتا ہے اور تمام طاقتیں اسکی ہستی کو مٹانے کیلئے جدوجہد کرتی ہیں اس وقت کوئی شخص بھی یہ یقین نہیں کرسکتا کہ یہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن آخر اللہ تعالےٰ کی تائیدات اور نصرتیں اسکے شامل حال ہوتی ہیں۔ اور وہ بیکس بے زر۔ بے زور انسان جسکے ساتھی بالکل غریب اور بے کس ہوتے ہیں۔ کامیاب ہو جاتا ہے۔ تب صاف طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کسی انسانی ہستی کا کام نہیں بلکہ صاف تائید ایزدی ہے۔ علاوہ بریں اگر اول بڑے بڑے آدمی شامل ہو جاویں۔ تو اس راستباز کی شاندار کامیابی کا زمانہ آنے۔ تو اسکی صداقت مشتبہ ہو سکتی ہے۔ لوگ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان مدبروں اور مالداروں کی کوشش اور تائید سے وہ کامیاب ہوا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سنت رکھی ہے کہ جب کوئی مامور دنیا میں آتا ہے تو اول اسکے ساتھ نہایت غریب اور ضعیف لوگ شامل ہوتے ہیں۔ تاکہ قدرت ربانی صاف صاف نظر آوے۔ اس طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتداً غربا ہی نے قبول کیا۔

صحابہؓ کی ایک خصوصیت

حضرت خلیفۃ المسیح کو اللہ تعالےٰ نے ایک غور کن دل و دماغ عطا فرمایا ہے۔ اور آپ ہر معاملہ کے باریک در باریک حصص پر غور کرنے کے عادی ہیں۔ اور اسی لئے بعض وقت جب حضرت کسی شخص کی تحریر سے کوئی نتیجہ نکال کر پیش کرتے ہیں اور وہ کہا کرتا ہے کہ حضور میرا مطلب یہ نہیں تو تحدیث بالنعمت کے طور پر فرمایا کرتے ہیں۔ کہ میں خدا تعالےٰ کی کلام کو تو اس کے فضل سے سمجھ لیتا ہوں۔ تو کیا انسانی کلام نہیں سمجھ سکتا؟ اس سے مجھے صرف یہی دکھانا ہے۔ کہ حضرت کائنات کے تمام واقعات کو نہایت غور سے دیکھنے کے عادی ہیں۔ ۶ جنوری سنہ ۱۹۱۱ء کو بعد نماز جمعہ مجھے حضرت کی خدمت میں حاضر ہونیکا موقعہ ملا۔ آپ نے فرمایا:۔

میں نے صحابہؓ کی تاریخ کو بڑے غور سے پڑھا ہے اور بہت سی خصوصیتیں ان کی مجھے نظر آتی ہیں۔ مگر ایک خصوصیت

بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ

صحابہ میں کوئی بہرہ نہ تھا

یہ اللہ تعالیٰ کے فضل کا ایک نشان تھا وہ لوگ دین کے مبلغ ہونے والے تھے۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سن کر انہوں نے محفوظ رکھنا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کسی کو بہرہ نہیں رکھا۔"

فرمایا مجھے صحابہ رضی کی بعض عجیب عجیب باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ عظیم الشان صحابہ رضی میں دیکھتا ہوں۔ کہ کسی نے کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے دنیا کی کسی چیز کے لئے دعا کی درخواست نہیں کی۔ خدا کا احسان ہے کہ میں نے بھی

حضرت صاحب سے کبھی کوئی ایسی درخواست

نہیں کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی یہ خصوصیت ناظرین الحکم کے ایمان کو خاص طور پر بڑھانیوالی ہوگی۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کس مقام عالی پر کھڑے ہیں۔"

انعامات الٰہیہ کا مطالعہ

قادیان میں ایک عورت ان دنوں

دماغی بیماری سے بیمار ہے یہ عورت ایک ذہین اور قابل استانی ہے۔ فارسی زبان بڑی بے تکلفی سے بولتی ہے۔ قرآن مجید کا بھی فہم رکھتی ہے۔ خدا کی شان ہے کہ وہ عارضہ دماغ سے بیمار ہے۔ اس کی حالت کے ذکر پر فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے انعامات ہوتے ہیں مومن کو چاہیئے کہ ان انعامات کا مطالعہ کرتا رہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھتی ہے۔ اور اس محبت کیوجہ سے وہ خدا کیطرف جھکتا ہے۔ اور توجہ الی اللہ میں ترقی کرتا ہے۔ اور پھر شکر کی توفیق ملتی ہے اگر ایسا نہ کرے تو بعض وقت پر عذاب الٰہی کسی رنگ میں نازل ہو جاتا ہے۔ یہ عورت کیسی قابل استانی ہے۔ مگر دماغ کی کنجی تو خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ادھر سے ادھر پھیر دی۔ وہی دماغ اب دوسرے رنگ پر کام کرنے لگا ہے۔ جہاں پہلے حیا اور سوچ اور فکر تھا۔ اب آزادی اور بیجا آزادی ہے۔ میں جانتا ہوں اسی طرح ایمان اور کفر کی بھی کنجی ہوتی ہے۔ خدا ہی کے فضل سے انسان مومن باللہ ہو جاتا ہے۔ وہی ہدایتوں کی راہوں کو کھولتا ہے۔ بہشت اور دوزخ کی کنجی بھی ہے اسی کا فضل ہو تو انسان بہشت کو حاصل کرے اور دوزخ سے بچے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مطالعہ عجیب چیز ہے۔ اور بعض اسکی کوئی نعمت چھن جاتی ہے۔ اسکا مطالعہ بھی عجیب تاثیر رکھتا ہے۔ اگر خوف اور عبرت سے انسان دیکھے تو خدا کیطرف اس سے توجہ بڑھ جاتی ہے اور یہ خوف مبارک خوف ہوتا ہے اس لئے کہا ہے ایمان امید و بیم کے درمیان ہے۔"

ایک پیشگوئی اور پوری ہوئی

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں اس کثرت سے پوری ہو چکی ہیں۔ کہ سوچنے والے دل و دماغ کیلئے کافی حجت ہیں۔ باایں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ کہ جب کوئی نشان پورا ہوتا ہے۔ اور انہیں آگاہ کیا جاتا ہے۔ تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں۔ یہ ان کی بدقسمتی ہے۔

دراصل نشانات ہی ایک ایسا ذریعہ ہیں۔ جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زندہ اور گناہ سوز ایمان پیدا ہوتا ہے۔ ابھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کیا گیا تھا جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے گھوڑے سے گرنے کے واقعہ میں لفظاً لفظاً بدوں کسی تاویل و تعبیر کے پوری ہوئی۔ اس پیشگوئی سے آگاہ ہونیکے باوجود مرتد ڈاکٹر نے اپنی جھوٹی پیشگوئی کو اس کے ذریعہ پورا ہونے کا اعلان کیا ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

وہ اپنی شوخی قسمت اور کوری عقل کیوجہ سے بجائے توبہ کرنے کے سلسلہ کو گالیاں دیتا اور ایڈیٹر الحکم کو دھمکاتا ہے۔ نادان مباہلہ لئے پھرتا ہے اور جب مولوی محمد حسین صاحب نے اسکی دعوت مباہلہ قبول کیا۔ تو حجرے سے باہر نہیں نکلا۔ اور اب شوخیاں کرتا ہے۔ جس پیشگوئی کا میں آج تذکرہ کرتا ہوں وہ ایک ایسا روشن نشان ہے کہ دہریہ اور میٹریلسٹ بھی اگر فکر کرے تو انکار نہیں کر سکتا۔ یہ پیشگوئی

الحاق کوریا کے متعلق ہے

۳۱۔ اگست سنہ ۱۹۰۵ء کے الحکم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام جو اس سے بھی پہلے کا ہے۔ چھاپا گیا ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔

ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت

یہ الہام حضرت مسیح موعود کو اس ایام میں ہوا تھا جبکہ جنگ روس و جاپان ہو رہی تھی۔ اس وقت کوریا سے نہ کسی قسم کی جاپان کو پرخاش تھی۔ نہ ایسے آثار تھے۔ کہ کسی ان کو کوریا کی نازک حالت ہو جائے گی جو یہ پیشگوئی کسی پولیٹیشن کی رائے کا نتیجہ کہی جا سکتی۔ اس پیشگوئی پر چھ سال کے قریب عرصہ گذر گیا۔ اور بہتوں کی یاد سے بھی جاتی رہی۔ غیروں کا تو کیا ذکر خود ہماری جماعت میں بھی کسی کو اس طرف توجہ نہیں رہی تھی۔ مگر خدا کی شان ہے کہ گذشتہ ستمبر میں یہ پیشگوئی پوری شوکت کے ساتھ پوری ہوگئی۔ اور

کوریا کو جاپان نے ملا لیا

اس الحاق کی تفصیل کی اس جگہ ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس پر چھ مہینے سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ تاہم یہ نشان اس وقت بھی تازہ ہی ہے۔ کوریا کے جاپان کے ساتھ ملحق کئے جانے پر بہت کچھ شور و شر بھی ہوا۔ اور بعض محب وطن اہل کوریا نے جدوجہد کی مگر لاحاصل۔ ہیگ کی کانفرنس صلح میں انہوں نے اپنا ایک وفد بھیجا جو ناکام رہا۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کوریا میں اناکسٹوں کی ایک مختصر سی جماعت پیدا ہوگئی۔ اور انہوں نے بعض مدبروں کی جان بھی لی۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ کوریا کی نیشنل ایسوسی ایشن واقعہ سان فرانسسکو نے بھی اس الحاق کے خلاف ایک ریزولیوشن پاس کیا اور بتایا ہے۔ کہ وہ اپنی جدوجہد کو ترک نہ کریں گے۔ غرض آخر ہوا وہی۔ جس کی خبر خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندہ نے اس واقعہ سے چھ سال پیشتر خدا کی الہام کی بنا پر دی تھی۔ اس سے بڑھ کر کوریا کی نازک حالت اور کیا ہوگی۔ کہ اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور وہ حکومت کی مسند سے اتر کر غلامی کی صف میں کھڑا کر دیا گیا یہ خدا تعالیٰ کے عجائبات قدرت ہیں جو وقتاً فوقتاً ظاہر فرماتا ہے۔

اب اے دانشمندو! سوچو اور غور کر کے بتاؤ۔ کہ کیا یہ محض عقلی اور وجدانی رائے زنی ہے۔

یا قادر مطلق غیب دان خدا کا کلام؟

اگرچہ اس سے پہلے بھی بہت سے نشانات دکھائے جا چکے ہیں۔ مگر یہ تازہ نشانات اور بھی اتمام حجت کرتے ہیں۔ انکار کے لئے کوئی گنجایش باقی نہیں۔ ہاں ہٹ دھرمی اور ضد کا کوئی علاج نہیں۔ یہ پیشگوئی ایسے وقت کی گئی تھی۔ جبکہ جاپان اور روس کی لڑائی ہو رہی تھی۔ اور جاپان کو کوریا کے مفاد کو مدنظر رکھنا ضروری تھا۔ اس وقت وہم بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ ایسا ہوگا۔ مگر خدا کے کام ہمیشہ عجیب ہوتے ہیں۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اٹھائیں۔" اس قسم کی پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود کی صداقت کے زبردست دلائل ہیں۔ اور یہ حضرت کی زندگی ہی کے ساتھ وابستہ نہ تھیں بلکہ آپ کے بعد بھی بعض انمیں سے پوری ہو رہی ہیں جیسا کہ آپ نے الوصیت میں بھی ظاہر کیا تھا۔ یہ پیشگوئیاں اس لئے بھی قابل وقعت ہیں کہ وہ اپنے پورا ہونے سے بہت عرصہ پہلے شایع ہو چکی ہیں۔ بہرحال اس نشان کے ذریعہ پھر دشمنوں پر حجت پوری ہوگئی اور دوستوں کے لئے وہ ازدیاد ایمان کا باعث ہے۔"

اطلاع و درخواست دعا

منشی رحمت اللہ گگڑ زیئی۔ طالب العلم انٹرنیس کلاس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان متوطن گھوکر ضلع سیالکوٹ اپنے احباب اور عزیزوں کو الحکم کے ذریعہ آگاہ کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے ۳ فروری سنہ ۱۹۱۱ء کو حضرت خلیفۃ المسیح و المہدی کے ہاتھ پر بیعت توبہ کر لی ہے۔ اور وہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ احمدی احباب سے وہ استقامت کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ اور غیر احمدی دوستوں اور عزیزوں کو سلسلہ حقہ میں داخل ہونے کی دعوت

مناجات ناصر

فضل کر اس بندۂ عاجز پہ اے میرے خدا
میں بلاؤں میں گھرا ہوں ہیں مصائب میں پھنسا
کر دیا بیماریوں نے میری صحت کو خراب
میں ہوں عاصی ہیں خاطی تو ہو غفار الذنوب
میں ہوں ادنےٰ تو ہے اعلےٰ تو غنی میں ہوں فقیر
میں ہوں دست و پا شکستہ تو ہے میرا دستگیر
سخت میں ناپاک ہوں اے پاک کر مجھ پر کرم
مہربانی مجھ پہ کر الطاف فرما مجھ پہ تو
اس شب تاریک غم کو دور کر سر سے میرے
اے میرے داتا میرے ناصر مجھے منصور کر
رکھ مجھے ثابت سدا اسلام پر اے ذوالمنن
صبر کی جا صبر دے اور شکر کے موقع پر شکر
دے محبت اپنی اور دنیا سے نفرت دے مجھے
بخش نسل پاک مجھکو کر امام المتقین
یاد ہو لب پر تیری اور دل میں ہو تیرا خیال
باادب کر باحیا کر اپنے بندوں میں ملا
ہو تیری تعظیم بس ہر کام میں پیش نظر
ہر ضعیف و ناتواں کا میں ہوں پشت و پناہ
احمدی بھائی میرا کوئی نہ ہو مجھ سے ملول
میں ہوں خدمتگار نیکوں کا بنوں سچوں کا یار
راحت و آرام دوں اپنے ہر اک بھائی کو میں
لب پہ شیرینی ہو اور دل میں ہو میرے بس مٹھاس
میں اگر مانگوں تو مانگوں دین کی نصرت کیلئے
میں نہ تجھ پر بدگماں ہوں اور نہ تجھ سے ناامید
تو نے ہے مجھ کو بنایا رزق دیتا ہے تو ہی
میں ہوں مصروف گنہ اور تو ہے میرا پردہ پوش
نعمتیں کھاتا ہوں تیری پر نہیں کرتا میں شکر
سکھ مجھے دیتا ہے تو میں سرکشی کرتا ہوں پھر
اپنے ہاتھوں سے میں جب پڑتا ہوں دکھ میں اے کریم
نعمتوں کی تیری گنتی مجھ سے ہو سکتی نہیں
یہ زمین و آسمان میرے لئے پیدا کئے
روح دی انمول مجھ کو جسم بخشا بے بہا
دیکھنے کو آنکھ بخشی اور دیئے سننے کو کان
سونگھنے کو ناک دی پھر مجھ کو بخشے تو نے پھول
عقل بخشی فہم بخشا اے میرے رب رحیم
اپنے فضل عام سے بخشے مجھے ہوش و حواس
رات سونے کو بنائی دن کمانے کے لئے
پھول و پھل تو نے دیئے تو نے بنائی بوٹیاں
کیسی کیسی بامزا خوراک دی تو نے مجھے
سیم و زر تو نے دیا موتی دیئے ہیرے دیئے
یہ زمیں بخشی کہ تا پیدا ہوا اس میں سے اناج
دیئے تو نے مجھے دینے کے یہ لاکھوں درخت

تو سزاوار کرم ہے میں ہوں بیشک ناسزا
دور کر دے ہر مصیبت ہر بلا سے تو بچا
میں مریض ناتواں ہوں ہاتھ میں تیرے شفا
میں گرفتار بلا ہوں تو مرا مشکل کشا
تو شہنشاہ دو عالم میں ترا ادنےٰ گدا
میں گمراہی میں اے مولےٰ مرے تو رہنما
میں بُرا ہوں فضل سے اپنے مرا کر دے بھلا
تو خفا مجھ سے نہ ہو گو خلق ہے مجھ پر خفا
اے مرے رب مجھ پہ خوشوقتی کا جلدی دن چڑھا
کر میری حاجت روائی اے میرے حاجت روا
باب رحمت مجھ پہ وا کر دار قربت میں بسا
دور کر عصیاں سے مجھکو اپنی جانب تو جھکا
دور کر حرص و ہوا اپنا مجھے شیدا بنا
دے گناہوں سے تنفر دے عبادت میں مزا
ہو عیاں پاکیزگی اور دل میں ہووے اتقا
رحم کی چادر اوڑھا اور فضل کا جامہ پہنا
شفقت و رحمت کا برتاوا ہو خلقت سے سدا
ہر مریض خستہ جاں کی میں کروں دلجو دوا
کوئی بھی صالح کبھی مجھ سے نہ ہو ہرگز خفا
ہو نہ تیرے دوستوں کو میرے دل میں کچھ دغا
بھائیوں کی میں کروں خدمت وہ دیں مجھکو دعا
بغض سینے میں نہ ہو کینہ نہ ہو دل میں ذرا
اے خدا مجھ کو بنانا تو نہ نفسانی گداء
جز تیرے کوئی نہیں بے آسروں کا آسرا
شکر کر سکتا نہیں تیرا کسی صورت ادا
حیف ہے صد حیف ہے آتی نہیں مجھ کو حیاء
پھر بھی دروازہ نہیں تو بند کرتا رزق کا
کسقدر ہے بردباری تجھ میں اور کیسی حیا
اپنے فضل عام سے دیتا ہے تو مجھکو شفا
کیونکہ تیرے عنایات و کرم بے انتہا
واسطے میرے بنائے تو نے یہ آب و ہوا
کام کرنے کے لئے مجھ کو دیئے یہ دست و پا
بولنے کو دی زباں۔ کی اس کو گویائی عطا
منہ دیا کھانیکو اور بخشا زباں کو ذائقاء
دور ہو وے تاکہ اس عاجز سے ہر وہم و خطا
بے طلب بے مانگ کی تو نے ہر اک مجھ پر عطا
چاند و سورج تو نے بخشے تاکہ پاؤں میں ضیا
تیری بخشش سے ہے سب کچھ ہم غذا و ہم دوا
شہد کھانیکو دیا اور دودھ پینے کو دیا
نعمتوں کا تو نے دروازہ کیا ہے مجھ پہ وا
ہر طرف جاری ہے جسمیں ایک چشمہ فیض کا
اسنے تا حاصل کروں میں میوہ ہائے بامزا

یہ سمندر مجھ کو بخشے تا چلیں ان میں جہاز
ریل بخشی تو نے اور تو ہی نے موٹر کار دی
تو نے بخشے فضل سے یہ مال و دولت کی بہار
یہ ہزاروں جانور میرے لئے پیدا کئے
بعض ہیں میری غذا اور بعض پر چڑھتا ہوں میں
دودھ دیتا ہے کوئی اور ہل چلاتا ہے کوئی
روح کے بھی واسطے طیار ہے اسباب عیش
یاد تیری روح کی بے شک غذائے پاک ہے
تیرے مرسل آئے سمجھانے کو میرے ابتدا
آئے دنیا میں ڈرانے کو میرے بیشک نذیر
جب ترے الطاف مجھ پر بڑھ گئے حد سے فزوں
اس کے صدقے میں ہوا مبعوث مجھ پہ کرم
ہو محمدؐ پر میری جانب سے بس لاکھوں درود
کر کے پیدا تو نہ بھولا مجھکو اے پروردگار
بھوک میں کھانا دیا اور پیاس میں پانی مجھے
گرمی و سردی کے سب اسباب بخشے اے کریم
جب پڑی گرمی کیا بارش سے تو نے مجھکو سرد
مجھ کو بخشی تو نے بیوی خاندانی اور شریف
آل اور اولاد بخشی یار اور ہمدم دیئے
مجھ کو مہدی سے ملایا ہے یہ اک فضل عظیم
وقت میں میرے کیا نازل مسیح احمدی
ہاتھ پر اس کے دکھائے تو نے وہ عالیشان
بانشان تھا وہ خزانے لیگئے چالاک و چست
وہ زمانہ خیر کا افسوس جلدی ہو چکا
اس کے پیچھے دوست جو ہیں ہیں وہ سب یار غار
وہ خلیفہ مجھ کو بخشا جس کی سیرت نیک ہے
حامئی سنت ہے جو اور حافظ قرآن ہے
عابد و زاہد ہے ہم میں ہے مگر ہمسا نہیں
ناصر بیکس کی ہے یارب یہی تجھ سے دعا
رحم کرتا ہے وہ سب پہ تو بھی اس پر رحم کر
وہ کرم کرتا ہے خلقت پر تو کر اس پر کرم
دشمنان دین کو ہے پھر نہ کرنا خندہ زن
کر ہمیں تو بامراد اور ان کو کر دے نامراد
عرض بندہ کر چکا مولےٰ کرے اس کو قبول

اور ہر اک حاجت ہو میری انکی باعث سے روا
فائدہ تو ہی نے بخشا مجھ کو ڈاک اور تار کا
جنمیں میرے واسطے ہر اک خزانہ ہے دیا
جن کی گنتی سے بھی ہوں ابتک تو میں ناآشنا
بعض دیگر خدمتیں کرتے ہیں بس صبح و مسا
کون ہے جانور جس سے نہیں کچھ فائدہ
واسطے اسکے مہیا کی ہے روحانی غذا
پر مشقت جو عبادت ہو وہ ہے اسکی دوا
اور کلام پاک میرے واسطے نازل کیا
اور بشارت دینے کو آئے ہزاروں انبیا
تو نے بھیجا واسطے میرے محمد مصطفےٰ
رحمتوں کے پھر تو دروازے کھلے بے انتہا
ہو سلام ان پر میری جانب سے یارب دائما
وقت پر میری ہمیشہ تو مدد کرتا رہا
دکھ سہیڑا میں نے جب تو نے عطا کر دی دوا
میں پڑا جتنا تیرا احسان بھی بڑھتا گیا
جب ہوئی گُم شمع جلا دی تو نے پس محمودؐ سا
نیک خو اور نیک دل خدمت گزار و باوفا
فضل سے بخشا مجھے اپنے امام پارسا
کر نہیں سکتا میں اسکا شکر اے خالق ادا
اور کرم سے اپنے اس کے قرب کا رتبہ دیا
اس زمانہ میں کسی کو مرتبہ ہی جن کا نہ تھا
جسقدر قسمت میں تھا مجھ کو بھی اتنا مل گیا
یاد کر کے وہ مزا ہوتا ہوں میں اب بے مزا
نیک بخت و بامروت نیک سیرت باحیا
جو اشاعت دین کی کرتا ہے ہم میں دائما
حاجی حرمین ہے امت کا جو ہے رہنما
ہم میں دنیائی علوم اس میں ہیں نور و ضیا
آجکل بیمار ہے وہ اسکو دے جلدی شفا تو
وہ دوا کرتا ہے لوگوں کی تو کر اسکی دوا
کیونکہ ہے تو سب سے بڑھ کر باحیا و باوفا
مستعد ہیں حملہ کرنے کے لئے جو بے حیا
اپنے نور الدین کو دیدے اسے میرے مولےٰ شفا
دوستو! آمین کہو ناصر کی تم سن کر دعا

زبان خاکسار محمد احسن عفی عنہ پر بعد سننے اس مناجات کے بے اختیار جاری ہوا۔ "لسان الناصر مفتاح خزائن الرحمٰن" +

اطلاع

سنہ ۱۹۱۱ء کی قیمت اور وصولی بقایا کے لئے خریداران الحکم کے نام وی پی کا سلسلہ جاری ہے۔ وی پی پرانے پرچے کئے جاتے ہیں۔ کوئی نیا پرچہ نہیں کیا جاتا۔ ناظرین الحکم اس کو بخوبی یاد رکھیں اور تبدیلی پتہ کیلئے جبکہ ایک ماہ کو زیادہ ہو اطلاع دینی چاہیئے (ایڈیٹر و مینیجر الحکم قادیان)

معاونین الحکم کا کالم

یہ ضروری معلوم ہوا ہے۔ کہ الحکم کے معاونین کی ہفتہ وار رپورٹ الحکم میں درج ہوتی رہے۔ اس سے یہ غرض نہیں کہ وہ لوگ جو الحکم کی اعانت میں کسی نہ کسی قسم کا حصہ لیتے ہیں۔ اس امر کے خواہشمند ہیں کہ ان کی تشہیر کیجاوے۔ نہیں بلکہ میں اس لئے انکا ذکر خیر کرتا ہوں۔ کہ بعض ایسے مخلص دوست ہیں جو صرف الحکم کے ساتھ دُعا سے مدد کرسکتے ہیں۔ اور کرتے ہیں۔ ایسے مخلص اس قسم کے سرپرستوں کیلئے بھی دعا کریں جو مالی مدد کیلئے اپنی جیب پر ہاتھ ڈالتے ہیں۔ اور علاوہ بریں اس سے ان لوگوں کو بھی تحریک ہونا ممکن ہے جو ابھی تک خاموشی سے الحکم کے مشکلات کے نظارہ کو دیکھ رہے ہیں۔ سرپرستان الحکم جو اس کے بقاء اور استحکام کے خواہشمند ہیں وہ دعاؤں کے ساتھ اس کی اعانت کریں۔ اور جلد ایک خریدار مہیا کریں۔ مفت اشاعت کے لئے اپنی جیب سے قیمت دیں۔ الحکم کی موجودہ حالت کے لحاظ سے اس وقت کم از کم ایک سو ایسے مربیوں کی ضرورت ہے۔ جو ہر ہفتہ اس کے لئے ایک خریدار مہیا کریں۔ اور ایسا ہی کم از کم سردست دو سو ایسے **مستقل** امداد کرنے والوں کی حاجت ہے جو اپنے ذمہ اس کی ماہوار اعانت لازم کرلیں۔ ایسے مربیوں کی مستقل طور پر ضرورت نہ ہوگی۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کو ہمیشہ کے لئے توفیق دے تو یہ اس کے فضل کی بات ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کن روحوں کو اس خدمت کے لئے آمادہ کرتا ہے۔ کیونکہ قلوب کو متحرک کرنا اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ میں اس کے فضل پر پورا بھروسہ رکھتا ہوں۔ کہ وہ وقت قریب ہے۔ جب الحکم مشکلات کے بادلوں سے نکلکر سورج کیطرح چمکے گا۔ (وباللہ التوفیق)

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے محض اپنے فضل سے بعض ایسی روحیں الحکم کے سرپرستوں میں رکھدی ہیں۔ جو اس کی اعانت اپنا فرض سمجھتی ہیں۔ اور میں بعض وقت عجیب تماشائے قدرت دیکھا کرتا ہوں۔ ۳۱ جنوری کو ایک عزیز دوست نے الحکم کے لئے سخت جوش سے ناراضی کا خط لکھا اسی ڈاک میں سید نذیر حسین صاحب نے گٹھالیاں سے بیس روپیہ الحکم کی امداد کے لئے بھیجے۔ جو وہاں کی جماعت نے سید صاحب کی تحریک پر جمع کئے ہیں۔ اور آئندہ بھی وقتاً فوقتاً امداد کا حوصلہ دلایا۔ اور ساتھ ہی دو خریدار بھیجے۔ میں ایسے مخلص سرپرستوں کے ملنے پر اللہ تعالیٰ ہی کا شکر گزار ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو اشاعت دین کے لئے ایسا جوش اور دردمند دل رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوں۔ الحکم کو ایسے دوستوں کی ضرورت ہے۔ اور خوشی کی بات ہے کہ ایسے دل اس کے خریداروں میں ہیں۔ سید نذیر حسین صاحب نے اس **تحریک** کی عملی ابتدا کی ہے۔ اور سابق بالخیرات ہوکر دکھایا ہے۔ کہ الحکم کے ساتھ انہیں کسقدر پیار ہے۔ میں ایسے ہی سرپرستوں کے وجود پر سجدات شکر بجالاتا ہوں۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ وہ الحکم کیلئے ایک قدردان دل اپنے پہلو میں رکھتے ہیں۔ گٹھالیاں کی جماعت کی اس امداد کو زیادہ موثر اور مفید بنانے کے لئے میں **اعلان** کرتا ہوں بیس اخبار

صرف دو روپیہ قیمت پر جاری کئے

جاویں گے۔ جو صاحب چاہیں دو روپیہ کا منی آرڈر بھیجکر اپنے نام جاری کرالیں۔ میں سید نذیر حسین صاحب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ اگر وہ پچیس خریدار بھی آپ ہی مہیا کریں تو یہ ایک **نظیر** ہوگی۔ سرپرستان الحکم کی خاص اعانت کی + بہر حال اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دوسری انجمنوں کو بھی ایسے نیک کام کی توفیق دے (آمین)

(۲) میر صادق حسین صاحب صادق الحکم کے خاص گرویدہ احباب میں سے ہیں۔ چونکہ وہ خود ایک قابل جرنلسٹ ہیں اور اماوہ پنچ۔ اظہار الحق۔ اور صبح صادق وغیرہ اخبارات اور رسایل کو نہایت قابلیت سے ایڈٹ کرتے رہے ہیں۔ اس فن میں انہیں خاص مذاق اور ملکہ ہے۔ انہوں نے سالۂ میں الحکم کو علاوہ قیمت کے مبلغ عہ روپیہ مدد دینے کا وعدہ کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۳) منشی ہاشم علی صاحب جو سلسلہ عالیہ کیلئے کامل قربانی کا رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور الحکم کے پڑھنے والے ان کے کارناموں سے آگاہ ہیں۔ وہ اعانت الحکم کے لئے **دس** روپیہ کی کتابیں خریدنے کا آرڈر بھیجتے ہیں۔

(۴) چودہری محمد حسین صاحب گرداور قانونگو دس روپیہ کی کتابوں کی خرید کرنیکا وعدہ کرتے ہیں۔ اور ایک خریدار بھیجتے ہیں۔

(۵) منشی عبد الحق صاحب بدوملہی کے رہنے والے ایک مخلص احمدی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی سے خصوصاً انہیں عشق ہے۔ وہ قادیان انہیں دنوں آئے۔ اور انہوں نے بدوں کسی تحریک کے الحکم کی اعانت کے لئے **چار** روپیہ بھیجنے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ بزرگ الحکم کے خریدار بھی نہیں۔ اس رقم سے دو ایسے شخصوں کے نام الحکم جاری کیا جاویگا جو صرف عہ قیمت بھیجدیں۔

(۶) منشی عمرالدین صاحب حیدرآباد سندھ میں خوشنویسی کرکے گذارہ کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اخلاص کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے اور شرح صدر سے سلسلہ کی تمام تحریکوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اور اپنی لیاقت سے بڑھکر حصہ لیتے ہیں۔ دو خریدار الحکم کے لئے دینے کے سوا آپ الحکم کی قیمت کو معمولی قیمت سے پانچ روپیہ پر کردیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ ایسے تمام مخلص احباب کو جزائے خیر دے۔ اور دوسروں کے قلوب میں بھی اس تحریک کو پیدا کرے (آمین)

(یعقوب علی ایڈیٹر الحکم)

مختصر نوٹ

گورنمنٹ بنگال اور ایک اخبار کی سرپرستی

گورنمنٹ بنگال نے رائے بہادر نرندر بسین کے جدید اخبار کی سرپرستی فرمائی ہے۔ اور اس کی ۲۵ ہزار کاپیاں سالانہ خریدنے کا وعدہ کیا ہے۔ جس پر ساڑھے باسٹھ ہزار روپیہ گورنمنٹ سالانہ دیگی۔ بعض حلقوں میں گورنمنٹ کی ایسی سرپرستی پر تعجب کیا جاتا ہے۔ میری رائے شروع سے یہی ہے۔ کہ گورنمنٹ کو ایسے اخبارات کی ضرور سرپرستی کرنی چاہیئے۔ جو ملک میں وفاداری اور اطاعت سلطنت کا جذبہ پیدا کرتے ہیں۔ اس سے ان اخبارات کے رویہ میں خود ایک نمایاں تبدیلی ہوجائے گی۔ جو اکسٹریمسٹ کہلاتے ہیں۔ دوسرے صوبوں کی لوکل گورنمنٹوں کو اس کی تقلید کرنی چاہیئے"

مسلم یونیورسٹی

مسلم یونیورسٹی کے متعلق خدا کا شکر ہے۔ کہ مسلمانوں میں بیداری اور مستعدی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اور ملک کے ہر حصہ میں اس کے لئے تحریک ہورہی ہے۔ اس کے مرکزی مقام علی گڑھ میں جس جوش سے کام کیا جارہا ہے۔ وہ نہایت خوش آیند اور امید دلانے والا ہے۔ بہر حال ساری امیدیں اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو قوم کے قلوب پر ایک جنبش پیدا کردی ہے۔ اس سے یقین ہوتا ہے۔ کہ وہ وقت آگیا ہے جبکہ یہ کام ہوجاوے۔ مسلم یونیورسٹی کے قیام سے مسلمانوں کی انشاء اللہ تعلیم کا مسئلہ حل ہوجائیگا اور پھر جس مفید اور آسان طریق پر وہ اعلےٰ تعلیم چاہیں گے۔ دے سکیں گے۔ خدا وہ دن جلد لائے۔ اس کے ساتھ ہی ہندوستان میں ایک دینی **دارالعلوم** کی بھی ضرورت ہے اور یہ کہنا بعید از قیاس نہیں کہ خدا کے فضل و توفیق سے یہ فخر قادیان کے مدرسہ احمدیہ کو حاصل ہوگا۔ مسلم یونیورسٹی کے لئے ہر شخص کو جو مسلمان کہلاتا ہے۔ دل کھول کر چندہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ ایک تحریک میں جو مبارک اور مفید ہو۔ شامل ہوجانا خدا کے فضلوں کا وارث بنا دیتا ہے۔ اور یہ صدقہ جاریہ ہے۔ **مسلمان** اُمرا اور عوام جہاں محض نمائشی ضرورتوں میں ہزاروں اور لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ اگر وہ اس مفید کام میں سینکڑوں بھی

دیں۔ تو کروڑوں روپیہ جمع ہو سکتے ہے۔ لاکھوں کا تو ذکر کیا؟ کم وبیش ہر فرد کو اس میں شریک ہونا چاہیئے"

غریبوں کیلئے مکانات

حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے دل میں اللہ تعالےٰ نے غرباء و ضعفاء کی ہمدردی کے لئے ایک خاص جوش اور محبت ڈالدی ہے۔ موسم سرما کے لئے لحافوں کا انتظام وہ ہمیشہ کیا کرتے ہیں۔ احباب نے اس مرتبہ بھی انہیں موقعہ دیا۔ کہ وہ اس خدمت کو سرانجام دیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ان کمزور اور ضعیف بھائیوں کے لئے جو قادیان میں مہاجر ہو کر آئے ہیں۔ اور کسی قسم کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اور انہیں مکانات کے نہ ملنے کی وجہ سے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ مکانات طیار کرنیکا عزم کیا ہے۔ اس مطلب کے لئے بعض دوستوں نے انہیں کچھ چندہ دیا بھی ہے۔ مگر یہ کام بہت سے روپیہ کو چاہتا ہے جو نیک دل احباب کی توجہ پر بہت کچھ منحصر ہے۔ اس میں شک نہیں احباب پہلے ہی سے بہت سے چندوں کے نیچے ہیں۔ اور بظاہر وہ کسی جدید چندہ کے لئے مشکلات محسوس کریں۔ مگر سچ یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالےٰ کے لئے قدم اٹھاتا ہے۔ تو اُسے تائید اور نصرت مل ہی جاتی ہے۔ پس جو جو کچھ کسی سے ہو سکتا ہے۔ وہ حضرت ناصر نواب صاحب قبلہ سالار قافلہ غربا کی خدمت میں قادیان بھیجدیں۔ میر صاحب کی شخصیت اس امر کی کافی ضمانت ہے کہ وہ احباب کے فرستادہ رقوم کے لئے بہترین آمین ہیں"

الہ آباد کی مذہبی کانفرنس

الہ آباد کی مذہبی کانفرنس میں جو امسال ۹-۱۰-۱۱ جنوری ۱۹۱۱ء کو منعقد ہوئی۔ اسلام کیطرف سے دو مضمون پڑھے گئے۔ جنمیں سے ایک خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھا تھا۔ اور دوسرا جناب مولوی محمد علی صاحب نے۔ یہ دونوں مضمون نہایت کامیابی سے پڑھے گئے جنکے مفصل حالات میرے مکرم بھائی ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے بزرگ لکھ بھیجے ہیں۔ انکو اعادہ کی بضرورت یہاں معلوم نہیں ہوتی۔ میں یہاں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہ خدا کے فضل کا ایک خاص نشان ہے کہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں میں سے کسی کو یہ توفیق نہیں ملی کہ اس مذہبی مقابلہ میں وہ اسلام کے وکیل کی حیثیت سے کھڑے ہو کر اسکے درخشاں چہرہ کو دکھاتے۔ یہ فخر اور فضل صرف احمدی سلسلہ کو حاصل ہوا کہ اس نے اس جلسہ میں اسلام کی عظمت و جلال کے اظہار کیلئے اپنے تمام مقاموں کو بھیجا۔ اور جنہوں نے خدا کے فضل سے ہی اپنے فرض کو پوری قوت اور شوکت کے ساتھ ادا کیا۔ خواجہ صاحب کا مضمون ترجیب کر شایع ہو چکا ہے۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کا مضمون عنقریب میگزین میں شایع ہو جائیگا۔ انشاءاللہ العزیز۔ مسلمانوں پر یہ افسوس تو تباہی کہ انہوں نے اسلام کو ریپریزنٹ کرنیکیلئے قدم نہ اٹھایا۔ مگر اس سے بڑھ کر افسوس مسلمان اخبارات پر ہے کہ انہوں نے ان مضامین کے پڑھے جانیکے حالات کو بھی اپنے اخبارات میں شایع نہیں کیا۔ اس سے بڑھکر تنگ دلی کا کیا ثبوت ہے۔ ہماری غرض ان کی کسی تعریف کا حاصل کرنا نہیں بلکہ ایسا وہم تو اخلاص اور صدق کے خلاف ہے۔ امر مقصد یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو بیدار کریں کہ تبلیغ اور اشاعت اسلام کے کام سے بیفکر نہ ہوں"

بسم اللہ الرحمن الرحیم ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

اپیل

بخدمت جمیع اہل اسلام ہند متعلق

اس مقصد اعظم کے جسکے حصول پر

یقیناً قوم کی قسمت کا دارومدار ہے

یعنے

تکمیل معجزۂ محمڈن یونیورسٹی

برادران ملت

ہر ایک کام کی تکمیل کیلئے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا قدرت کیطرف سے ایک ساعت خاص مقرر ہوتی ہے۔ وکل امر مرهون باوقاتہا اور باقبال اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو ساعت مقررہ کو پہچانکر اور اس کے اقتضا کے مطابق اپنے حوصلوں ارادوں۔ اور کوششوں کا پیمانہ قرار دیکر فرض انسانی کا فرض کامیابی کے ساتھ ادا کرسکیں ایسے ہی مواقع پر اشخاص خاص اور قوموں کا زندگی کی کشمکش کے میدان میں امتحان ہوتا ہے اور اس کے نتایج پر انسانوں اور قوموں کی قسمت کا فیصلہ منحصر ہوتا ہے میری قدرت سے باہر ہے سپاس ادا کرنا اس ذات اقدس کا جس نے مجکو موقعہ دیا کہ جس ساعت کے آنیکی سر سید علیہ الرحمۃ آخر دم تک آرزومند رہے اور جس کو قریب لانے میں نواب محسن الملک مرحوم اور مسٹر بیک مرحوم دم واپسین تک ساعی رہے اس کے قریب پہونچنے کی خوش خبری قوم کو میں سناؤں کہ اس زندگی بخش اور خوش آیند زمانے اسلام کے خفتہ جوش اور قوم کے بے مردہ دلوں میں تحریک اور تازگی پیدا کروں۔

جس مبارک ساعت کی طرف میرا اشارہ ہے وہ ہمارے شہنشاہ عالیجاہ کا ہندوستان تشریف لا کر اپنی تاجپوشی کی مبارک رسم کا ادا فرمانا ہے۔ اور جس مقصد اعظم کی تکمیل قادر مطلق نے اس موقع کے لئے قرار دی ہے۔ وہ قوم کے مرکزی کالج کو یونیورسٹی کے درجہ پر پہنچانا ہے۔ اور جس ممتاز رکن قوم کی زیر ہدایت قدرت اس کام کو انجام دینا چاہتی ہے۔ وہ ہز ہائینس سر آغا خان بہادر بالقابہ ہیں اور جن مردان خدا کے جمہوری توجہ اور کوشش سے یہ سب کچھ ہونیوالا ہے وہ رسول پاک کی امت کے زندہ کرنے والے اور ان کو دنیا میں معزز اور باشوکت بنانے والے اصحاب ہیں۔ ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ کی تحریک ہے کہ دربار تاجپوشی کے وقت سے پیشتر پیشتر مسلمان ہند بیس لاکھ روپیہ جمع کر کے شہنشاہ معظم سے استدعا کریں۔ کہ اپنی تخت نشینی کے مسعود اور مبارک تقریب کو الہ آباد تک اور خاصکر مسلمانوں کے موجودہ اور آیندہ نسلوں کی ممنون اور معترف دلوں میں اپنی یادگار قایم کرنیکے لئے معجزہ محمڈن یونیورسٹی کے ابتدا فرما کر ہماری قومی زندگی اور اقبال کی بنیاد قایم فرمادیں جسکے واسطے مسلمان قرنوں سے آرزومند چلے آرہے ہیں۔ برادران ملت۔ یہ ساعت ہماری قوم کے لئے بہت بڑے امتحان اور آزمایش کا وقت ہے تمام مہذب اور بیدار دنیا کی نظر اب ہماری طرف ہے۔ جبکہ امریکہ میں ایک کارنیگی اڑہائی کروڑ اور انگلستان میں ایک ہوڈس دو کروڑ۔ اور اسی طرح سینکڑوں فیاض طبع یورپین امرا مخلوق الٰہی کے نفع کے لئے لاکھوں کروڑوں روپیہ دیتے رہتے ہیں۔ تو کیا اُمت محمدی کے سات کروڑ افراد اپنے دین اور قوم کی فلاح کیلئے ایسے بیش بہا اور نایاب موقعہ پر جیسا کہ موجودہ موقعہ قدرت سے ان کو حاصل ہوا ہے۔ بیس لاکھ روپیہ بھی جمع نہیں کرسکتے! جمہوری عزم اور مجموعی کوشش کی جو قابل یادگار مثالیں فرانس اور جاپان کے کارناموں میں ملتی ہیں وہ دلپذیر نقش کرنے کے لایق ہیں۔ جاپان کے باشندے تعداد میں چار کروڑ سے زاید نہیں ہیں۔ اور نہ مثل یورپ کے دولتمند تھے۔ لیکن جب انہوں نے تعلیم نسوان کا ارادہ کیا۔ تو چند روز میں چھ کروڑ روپیہ جمع کر لیا یعنی فی کس عہ روپیہ کے حساب سے جمع کر لیا۔

اس ملک میں سات کروڑ کے قریب مسلمان ہیں۔ اور جس مقصد کے لئے اس وقت ان سے اپیل کیا جاتا ہے وہ مسئلہ تعلیم نسوان سے بہت زیادہ اہم اور وسیع اور قوم کے لئے برکات پیدا کرنیوالا ہے۔ با اینہمہ اگر صرف فی کس دو پیسے وصول کئے جاویں۔ تو بیس لاکھ کی رقم جمع ہو سکتی ہے۔ سنہ ۱۸۷۰ء میں جرمنی اور فرانس میں جنگ ہوئی۔ اور فرانس کو سخت شکست ہوئی۔ اور جرمنی نے فرانس سے تین ارب روپیہ تاوان کا مطالبہ کیا۔ کل یورپ سمجھتا تھا کہ یہ تاوان فرانس کو ہلاک کر دیگا۔ اور مدتوں تک ادا نہ ہو سکیگا۔ لیکن فرانس کے باشندوں کی قومی حمیت اور جمہوری عزم نے ان خطرات کو غلط ثابت کر دیا اور ملک کے ہر ایک باشندے نے یہانتک کہ عورتوں نے اپنے زیورات بیچکر اس قومی کام میں حصہ لیا۔ اور متفقہ کوشش سے کل تاوان ادا کر دیا۔ اور ملک پر سے اس بار عظیم کو ہٹا دیا اور جرمنی فوج کو جو اس تاوان عظیم کے ادا ہونے تک فرانس کے ملک میں قایم رکھی گئی تھی۔ جب تک اپنے ملک سے باہر نہ کر لیا۔ ان کو چین نہ پڑا۔ خود ہمارے ملک میں ٹاٹا مرحوم نے اپنی جیب سے تیس لاکھ روپیہ رفاہ عام کیلئے عطا کیا۔ اور ہم سات کروڑ مسلمانوں سے صرف بیس لاکھ کے خواہشمند ہیں۔ ہمارے صوبہ کے ایک ہندو زمیندار راجہ صاحب آوا گڑھ نے راجپوت کالج آگرہ کے لئے دو سال ہوئے گیارہ لاکھ روپیہ دیئے۔ جبکہ ایسی مثالیں خود ہمارے ملک میں موجود ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ہم بھی اس کا ثبوت نہ دے سکیں۔ اور جن مثالوں پر مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد رکھی گئی ہے اور جن ایثار سے قرون اولےٰ کے مسلمانوں نے کام لیا ہے۔ ان کے بیان کے واسطے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ اور اگر ان کی طرف ہم توجہ کریں تو ہم کو کسی دوسری قوم کے لوگوں کی مثالوں کے پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ قدرت کا